

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

نظرات

صدر مملکت جنرل محمد یحییٰ خان نے جمہوریت کو بحال کرنے کے لئے قوم کے منتخب نمائندوں کے ہاتھوں میں اقتدار منتقل کرنے کا جو وعدہ کیا تھا اپنے عہد صدارت کی مختصر سی مدت میں انھوں نے اس کا پہلا انتخابی مرحلہ بحسن و خوبی طے کر دیا ہے، ملک کی تاریخ میں پہلی مرتبہ بالغ رائے دہی کے اصول پر جس طرح پُر امن اور سنجیدہ ماحول میں مرکزی اور صوبائی انتخابات میں عوام نے دوش ڈال کر اپنی رائے کا اظہار کیا، وہ انتخابات کی تاریخ میں سنگ میل اور پاکستان کی تاریخ میں عظیم الشان حیثیت رکھتا ہے۔ یہ عظیم الشان پُر امن انقلابی اقدام پاکستان کی تاریخ میں صدر مملکت محمد یحییٰ خان کے کارناموں میں ہمیشہ نمایاں رہے گا، ہم اس مرحلہ کو کامیابی سے عبور کرنے پر صدر مملکت جنرل محمد یحییٰ خان کو خراج تحسین و عقیدت پیش کرتے ہیں اور آنے والے ہر مرحلے پر ان کی کامیابی کے لئے دعائیں کرتے ہیں، ہم ان کے مخلص معاونین بالخصوص چیف الیکشن کمشنر جسٹس عبدالستار خان اور اپنی مسلح افواج کو سلام کرتے ہیں، اس موقع پر عوام نے جس طرح اپنے غیر معمولی احساس جمہوریت اور سیاسی بیداری اور اپنے قومی و اجتماعی مسائل سے دلچسپی کا اظہار کیا اس پر ہم عوام کو بھی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

جمہوری اصول کے مطابق جو جماعتیں انتخابات میں حصہ لیتی ہیں وہ انتخابات کے نتائج بھی تسلیم کر لینے کا وعدہ کرتی ہیں، اور اپنے مختلف مسائل طے کرنے کے لئے بھی جمہوری طریقے اختیار کرنے کی پابند ہوتی ہیں۔ عموماً غالب قوت کے مقابلہ میں مغلوب طاقتیں قومی مسائل زیادہ بہتر طریقہ سے سلجھانے کے لئے ایک صحت مند، موثر و مضبوط حزب اختلاف بناتی ہیں، پاکستان ایسا ملک ہے جہاں کے باشندوں کی غالب اکثریت مسلمانوں کی ہے، یہاں معرکہ انتخابات کو کفر و اسلام کا معرکہ نہ کہا جاسکتا، دراصل یہ مومنوں کی جماعتوں کے اجتہادی امور میں اختلافات اور مسائل کی مختلف

تاویلات، میں سے ایک کو دوسری پر ترجیح دینے کا مسئلہ تھا، مختلف منشوروں میں سے زیادہ سے زیادہ مفاد عامہ پر مشتمل منشور کو اپنانے اور اسے غالب کرنے کا معرکہ تھا، یہ مسلم برادری کا اپنے باہمی اختلافات اور مابہ النزاع مسائل کو پرامن ماحول میں حل کرنے کا ایک جدید ترقی یافتہ طریقہ تھا، اس موقع پر ناکام ہو جانے والے اور اقلیت میں رہ جانے والے بھائیوں کو اپنی شکست کے اسباب معلوم کر کے ان کی اصلاح کرنا چاہیے، دوسری طرف اکثریت میں آنے والی فاتح جماعتوں کو فتح و غلبہ کی سرشاری میں کسی غلط اقدام کا ارتکاب نہیں کرنا چاہیے، انھیں اپنی تمام توجہات عوام کے مفاد اور عوام سے اپنے کئے ہوئے وعدوں کو پورا کرنے پر صرف کرنا چاہیے، انھیں عوام کی زیادہ سے زیادہ بھلائی کے لئے بلا تفریق جدوجہد شروع کر دینا چاہیے۔ نہ مارنے والوں کو مایوسی و بددلی کا شکار ہونا چاہیے نہ جیتنے والوں کو آپے سے باہر نکلنا چاہیے۔

لا یفرحون اذا نالت رما حنم
توما، ولیسوا مجازیعا اذا نیلوا

قومی رہنماؤں کو یاد رکھنا چاہیے کہ ان کی عظمت و مقبولیت کا دار و مدار عوام کے مسائل بحسن و خوبی حل کرنے میں مغمور ہے۔ اس وقت سب سے اہم مسئلہ ملک کے لئے قابل قبول کامیاب جماعتوں کے اپنے منشوروں کے مطابق اسلامی آئین بنانے کا ہے، پوری قوم اپنے لیڈروں سے اس عقدہ کا مناسب حل تلاش کرنے کی متقاضی ہے، عوام بیدار اور اپنے بھلے بُرے سے آگاہ ہیں مستقبل میں وہ کسی استحصالی قوت کو دیر تک مندرستہ سے چمٹے رہنے کی اجازت نہیں دیں گے عوام کے عزائم و شعور کا احترام اور انھیں جلا دے کر عوام کو اپنے حقوق کی بازیابی کے لئے زیادہ سے زیادہ تیز رفتار بنانا ہی وقت کا اہم تقاضا ہے۔ انتخابات کا یہ نتیجہ کامیاب و ناکام دونوں کے لئے آزمائش و امتحان ہے، کوتاہی کرنے والے، اور اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے والے دونوں کھل کر سامنے آجائیں گے، ونبوکم بالشر و الخیر فتنہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرما رہے تھے کہ مجھے اپنی امت کی طرف

سب سے زیادہ خطرہ کثرتِ خیر سے ہے، سامعین میں سے ایک نے اٹھ کر دریافت کیا: یا رسول اللہ! کیا خیر شر کا باعث بن سکتا ہے؟ آپ خاموش کھڑے رہے، سائل نے پھر لگاتار دوسری اور تیسری مرتبہ یہی سوال دہرایا، تب رسالتِ مصلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: ”دیکھو برسات میں جو سبزہ اگتا ہے وغیرہ ہوتا ہے، ایک بیل اسے چرنے میں مشغول رہتا ہے اور اُسے انا کھا دیتا ہے جو اُس کی ضرورت سے زیادہ ہوتا ہے، نتیجتاً اس کا پیٹ ابھر جاتا ہے، اور وہ بیمار ہو جاتا اور بعض حالات میں مر جاتا ہے، کیا یہ کثرتِ خیر کا نتیجہ نہیں؟“ اس حکیمانہ تمثیل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرہ کی ایک بہت بڑی غلطی کی نشاندہی فرما کر اس کے سدباب کی طرف توجہ دلائی۔ اگر ہر شخص خیر سے اتنا حصہ ہی لے جتنا وہ مستحق کر سکے، اور جو بچہ بن جانے والے حصہ کو چھوڑ دے تو معاشرہ کے دلدرد دور ہو سکتے ہیں۔

اگر جہاں میں مرا جو سر آشکار ہوا
قلندر سے بڑا ہے سکندری سے نہیں

پاکستان کے ابتدائی دور کے بعد جلد ہی عوام اور حاکم طبقہ میں بُعد پیدا ہوتا گیا، اس خلیج کو وسیع تر کرنے میں نوکر شاہی اور دینی کاڑ بار کرنے والوں کا بڑا دخل رہا، حکومت کرنے والے طبقہ کو عوام کے حالات و مطالبات سے بے خبر رکھنا اور دینی امور کو حکومت کے لئے شجر ممنوعہ قرار دینے میں یہی دو قوتیں کاد فرماتیں، حکومتِ عوام، مسجد و مدرسہ باہم رسد کشی کرتے رہے اور ہماری زندگی مسلسل تنویر کا شکار رہی، قوموں کی زندگی میں یہ تنویر زہرِ ہلاک ہوتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ زریں اور خلافتِ راشدہ میں اسلامی حکومت اس تنویر سے استنفاذ تھی، حکومت مسجد و مدرسہ دونوں کا انتظام سنبھالتی اور دینی تہذیب و اصول کر کے عوام نے فدا کی، نگہداشت کرتی تھی، اسلام کے اس صدرِ اول میں حکومت اور عوام کے درمیان اور خاندان و خفق کے درمیان کوئی حائل نہیں ہوتا تھا۔

عوامی حوصلہ میں عوام اپنے معاملات و مسائل کی دیکھ بھال کے لئے اپنے حاکموں کو خود منتخب کرتے تھے اور مقامِ ہدایت و ربط و تعلل نہ تھے، ہر شخص اپنے مسائل کو حل ہوتا دیکھ کر ایسی سترت مسوس نہ تھے جیسے وہ خود حکومت کر رہے تھے، ”آن مجید نے العاقل و جملکم مدوناً“ (تسفییت کو بیان کر رہے ہیں) ہمارے ملک نے عوام دیندار رہی اور ہر قسم کی غلطی نہیں کر سکتے تھے ہمارا دین ہماری دینی ترقیوں کی راہ

ماحول ہو سکتا ہے یا وہ ہمیں تعلیم و تحقیق سے محروم کر سکتا ہے۔

الحمد للہ حال ہی میں ادارے کی مطبوعات میں دو کتابوں کا اضافہ ہو گیا ہے اور سالوں کی کارگزاریوں اور ادارے کے اپنے پریس کے قیام نیز ان دونوں کتابوں کی اشاعت کو بڑی اہمیت حاصل ہوئی۔ پہلی کتاب فقہ اسلامی کا ابتدائی ارتقاء (THE EARLY DEVELOPMENT OF ISLAMIC JURISPRUDENCE) ڈاکٹر احمد حسن، ریسرچ فیلو، ادارہ تحقیقات اسلامی کی تالیف ہے۔ اس انگریزی مقالے پر مختلف کوکراچی یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری ملی ہے۔

یہ کتاب آٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔ مقدمہ کے علاوہ ان آٹھ ابواب کے مضمومات حسب ذیل ہیں:

پہلے باب میں فقہ اور دیگر مصطلحات کی تشریح ہے۔ دوسرے باب میں ابتدائی مذاہب فقہ کی نشوونما سے بحث کی گئی ہے۔ تیسرے باب میں اسلامی قانون کے مآخذ کی وضاحت کی گئی ہے۔ چوتھے باب میں مسئلہ نسخ سے بحث ہے۔ پانچویں باب میں سنت کے مفہوم اور اس کے مختلف ارتقائی پہلوؤں کی وضاحت کی گئی ہے۔ چھٹے باب میں اجتہاد کے ابتدائی طریقوں رائے، قیاس اور استحسان کی تشریح ہے۔ ساتویں باب میں ابتدائی مذاہب فقہ میں اجماع کے مقام کی تعیین ہے۔ آٹھویں باب میں اسلامی فقہ و اصول کے ارتقاء میں امام شافعیؒ کے کارنامے کی تفصیل ہے۔ آخر میں نتیجہ، کتابیات و مصادر کی شمولیت سے کتاب کی افادیت میں اضافے کی حتی الامکان کوشش کی گئی ہے۔

دوسری کتاب بین الاقوامی اسلامی کانفرنس منعقدہ فروری ۱۹۶۸ء میں شرکت کرنے والے مختلف علماء و محققین کے انگریزی مقالات کا مجموعہ ہے، اس کانفرنس کا انعقاد قرآن پاک کی چودہ سو سالہ سالگرہ کی تقریب میں عمل میں آیا تھا، اور اس میں مختلف ممالک اسلامیہ کے ممتاز علماء و اساتذہ نے ادارہ تحقیقات اسلامی کی دعوت پر کانفرنس میں شرکت کر کے مختلف موضوعات پر اپنے علمی مقالات کانفرنس کے جلسوں میں پیش کئے تھے۔ ادارے کے بورڈ آف گورنرز نے بہت پہلے اس کانفرنس کی روئداد کی اشاعت کا فیصلہ کیا تھا، مگر بعض اکنز پر وجوہ کی سبب پوری روئداد کی طباعت ممکن نہ تھی، ابچا صرف مقالات کی اشاعت کا فیصلہ کیا گیا، ان مقالات کے ترجمے ہنگامی زبان میں بھی کئے گئے اور ہنگامہ منہجاً میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے، انشاء اللہ عربی اور اردو مقالات نیز ہنگامی ترجموں کے مجموعے بھی شائع کئے جائیں گے۔